امورِ مہمہ برائے ائمہ

﴿ائمۂ مساجد کی خدمت میں چند مفید گزارشیں﴾

﴿مرتب﴾

مولانا محمد ادریس پٹیل فلاحی ورٹھی

﴿نظر ثانی وتقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ صاحب

صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

حضرت مولانا مفتی وحید الدین صاحب

صدر مفتی دار العلوم فلاح دارین ترکیسر

ناشر

ادارہ فیض دارین ویرٹھی، ضلع سورت (گجرات، انڈیا)

مصنف کی کتابیں

WRITER

MOULANA MUHAMMED IDRIS PATEL FALAHI VARETHI

IDARAH FAIZ-E-DARAIN

AT & POST VARETHI, (394110) VIA KIM, DIST SURAT, GUJARAT(INDIA)

MOB:91+96018651989624078686

صَلُّوا كما رَأيتُمُوني أُصَلِّي (بخاری شریف)

امورِ مہمہ برائے ائمہ

﴿ائمۂ مساجد کی خدمت میں چند مفید گزارشیں﴾

﴿مرتب﴾

مولانا محمد ادریس پٹیل فلاحی ورسٹھی

﴿نظرِ ثانی وتقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ صاحب
صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

حضرت مولانا مفتی وحید الدین صاحب
صدر مفتی دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر

ناشر

ادارہ فیضِ دارین، ورسٹھی، ضلع: سورت (گجرات)

تفصیلات

نام کتاب:۔۔۔۔۔امورِ مہمہ برائے ائمہ (ائمۂ مساجد کی خدمت میں چند مفید گزارشیں)
مرتب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد ادریس پٹیل فلاحی ورٹھی
تحقیق وتخریج:۔۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد امتیاز تراجوی
نظرِ ثانی:۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم
(صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)
حضرت مفتی وحید الدین صاحب دامت برکاتہم
(صدر مفتی فلاحِ دارین ترکیسر)
صفحات:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۲
تعداد:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰۰
سن طباعت:۔۔۔۔۔۔۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ مطابق فروری ۲۰۱۸ء
ناشر:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ادارہ فیضِ دارین ورٹھی، سورت

ملنے کا پتہ

ادارہ فیضِ دارین ورٹھی، وایا: کیم، ضلع: سورت (گجرات) ۳۹۴۱۱۰
Moulana Muhammed Idris Patel Falahi,Varethi
IDARAH FAIZ-E-DARAIN
At.po.Varethi,Via:Kim,Dist:Surat(Guj)India-394110
Mo.:+91-9601865198 +91-9624078688

فہرستِ مضامین

تقریظ

از حضرت اقدس مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم

(صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، سملک)

(شیخ الحدیث جامعۃ القراءات، کفلیتہ)

باسمہ تعالیٰ

امام صاحب نائبِ رسول ہیں، امام جس قدر متقی، پرہیز گار، پابندِ شریعت اور مکمل سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھانے والا ہوگا، اتنا ہی مستحقِ اجروثواب ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں عموماً یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ ائمۂ مساجد اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے میں کوتاہی برت رہے ہیں، نیز غفلت کے شکار ہیں، امامت جیسے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود امامت کے بنیادی مسائل سے بھی ناواقف ہوتے ہیں، مزید برآں ان مسائل کو جاننے کی سعی تک نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نماز کی ادائیگی میں کافی نقصان پیدا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں جناب مولانا محمد ادریس صاحب فلاحی ورٹھی دامت برکاتہم کو جنہوں نے وظیفۂ امامت کی ادائیگی میں درآنے والی کوتاہیوں کو اجاگر کرتے ہوئے ائمۂ کرام کی راہنمائی کے لیے ایک جامع رسالہ **"امورِ مہمہ برائے ائمہ"** نامی بڑی محنت سے مرتب فرمایا ہے۔

دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں اور ائمہ کرام کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیقِ ارزانی بخشیں۔ آمین

کتبہ: احقر عباس داؤد بسم اللہ

مؤرخہ: ۱۲ / جمادی الاولی / ۱۴۳۹ھ

تقریظ

از:حضرت مولانا مفتی وحید الدین صاحب دامت برکاتہم

(صدر مفتی دار العلوم فلاحِ دارین، ترکیسر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامت دین کا ایک اہم منصب اور عظیم ذمہ داری ہے، امام صرف اپنی ہی نماز نہیں بلکہ تمام مقتدیوں کی نماز کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے، امام جس قدر سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھائے گا تو اس کو اسکے پیچھے تمام نماز پڑھنے والوں کا اجر وثواب بھی ملے گا اور اگر کوتاہی کرے گا تو تمام مقتدیوں کی نمازوں کی کمی اور نقص کا وبال اسی کے ذمہ ہوگا، اللہ کے رسول ﷺ نے امام کو اسکی ذمہ داری سے باخبر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

مَن أَمَّ قَوماً فَلیَتَّقِ اللّٰهَ وَلیَعلَم أَنَّه ضَامِنٌ ومَسؤُولٌ لماضَمِنَ وإِن أَحسَنَ كان له مِنَ الأَجرِ مَن صَلّٰى خَلفَه مِن غَير أَن يُنقَصَ مِن أُجُورِهِم شَيئاً، وَمَا كَانَ مِن نَقصٍ فَهُوَ عَلَيه (الترغیب والترھیب: ١/١٨٤)

جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ وہ ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا، اگر وہ اچھی طرح نماز پڑھائے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کے بقدر ثواب ملے گا جب کہ ان نمازیوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جو بھی امامت میں کوتاہی ہوگی اس کا وبال امام پر ہوگا۔

اس لیے امام کو اللہ کے رسول ﷺ کی اس ہدایت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دینے کی پوری کوشش کرنی چاہیے یعنی

اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دہی کا پورا احساس، خوفِ خداوندی کا پاس ولحاظ، امانت ودیانت اور ورع وتقوی کا حتی الامکان التزام اور مسائل سے واقفیت کا کامل اہتمام ہونا چاہیے۔

یہ مختصر سا رسالہ اپنے مندرجات کے اعتبار سے معتبر ومستند بھی ہے اور دین کا ایک اہم تقاضہ بھی ہے۔

جناب مولانا محمد ادریس صاحب فلاحی ورٹھی دامت برکاتہم نے ائمہ حضرات کو چند چیزوں کی طرف متوجہ کر کے ان پر بڑا احسان کیا ہے بلکہ اس فریضہ کو انجام دینے پر وہ تمام علماء کی طرف سے بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ پاک ان کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور ائمۂ کرام کے لیے اس مختصر سے رسالہ کو انتہائی نافع بنائے۔ (آمین)

وحید الدین احمد
دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات
۱۵/ ربیع الثانی/ ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم،أما بعد

اسلام میں نماز سب سے اہم فریضہ ہے،ایمان کے بعد سب سے پہلا رکن ہے، جب کہ فرض نماز کو با جماعت ادا کرنا شعائرِ اسلام میں سے اور سنتِ مؤکدہ ہے (درمختار مع الشامی:۲۸۷/۲) بلکہ بعض حضراتِ فقہاء اسکے وجوب کے قائل ہیں۔(درمختار مع الشامی:۲۹۰/۲)اور با جماعت نماز کی ادائیگی کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے،نماز با جماعت میں مقتدیوں کی نماز کی صحت امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہوتی ہے،بایں وجہ امامت کی ذمہ داری بڑی ذمہ داری ہے،حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے الإمَام ضَامِنٌ(ترمذی،رقم:۲۰۷) کہ امام پر مقتدیوں کی نماز کی ذمہ داری ہے۔منصبِ امامت کی نزاکت واہمیت ہی کے پیشِ نظر حضرات فقہاء عظام نے امامت کی اہلیت ولیاقت پر مفصل کلام فرمایا ہے۔

لیکن بد قسمتی سے بہت سی جگہ دیکھا جاتا ہے کہ ائمۂ کرام صرف وقت مقررہ پر نماز پڑھادینے کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر سبکدوش ہوجاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ کراہت سے خالی اور مطابقِ سنت ہوئی یا نہیں؟ بطور خاص نئے فارغین ائمہ اس غلط فہمی میں زیادہ مبتلا ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''اگر کوئی شخص نماز کو اس کے تمام ارکان و واجبات اور سنن ومستحبات کے ساتھ ادا کرتا ہو لیکن وہ کسی غلط اور خلافِ سنت نماز پڑھنے والے کو اسکی غلطی پر متنبہ نہ کرے تو دونوں ہی شخص گنہگار

ہوں گے"۔(القول المبین فی اخطاء المصلین: ۱۴)

اسی کے پیشِ نظر بندے کے دل میں یہ نیک جذبہ پیدا ہوا کہ ایک کتابچہ لکھا جائے اور اس میں آج کل ائمہ کرام سے ہونے والی کوتاہیوں کو ذکر کر کے ان کی اصلاح کی جانب ائمۂ کرام کی توجہ مبذول کرائی جائے تاکہ دونوں گناہ سے محفوظ رہیں۔

امید ہے کہ ائمۂ مساجد اس کتابچے کا مطالعہ فرما کر اپنی ذمہ داری کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اپنی غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔

بندہ حضرت اقدس مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی وحید الدین صاحب دامت برکاتہم (صدر مفتی فلاحِ دارین، ترکیسر) کا بصمیمِ قلب ممنون ہے کہ ان حضرات نے اس کتابچہ پر نظرِ ثانی فرما کر تقریظ تحریر فرمادی، نیز مضامینِ رسالہ کی تصویب و تائید بھی فرمائی۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء في الدارين

اللہ تعالیٰ اس مختصر سی کاوش کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے اور ہم سب کو اپنی نماز صحیح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محتاجِ دعا
محمد ادریس پٹیل، ورٹھی
۱۳/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۹ھ

الحمد لله ربّ العالمين، والصلاة والسلام علیٰ سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آله وأصحابه أجمعین ومن تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین۔

(۱) طہارت میں غفلت وکوتاہی:

فقہِ اسلامی کی تقریباً تمام کتب اور ابوبِ فقہیہ کی ترتیب پر مرتب شدہ کتبِ احادیث کتاب الطہارت سے شروع ہوتی ہیں کیوں کہ حدیث پاک میں ہے: مفتاحُ الصَّلاۃِ الطَّھُورُ کہ نماز کی کنجی پاکی ہے۔ (ترمذی) اسی سے طہارت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، اور شریعت اسلامیہ نے عام حالات میں بھی پاکی صفائی پر خوب زور دیا ہے، نیز طہارت کے صحتِ صلوۃ کی اہم شرط ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت دوبالا ہوجاتی ہے، بایں وجہ ہر نمازی اور خصوصاً امام کے لیے بدن اور کپڑے کو نجاست سے بچانا نہایت ضروری ہے۔

پیشاب کے بعد استبراء یعنی پیشاب کے قطرات کے بند ہوجانے کا اطمینان حاصل کرنا لازم اور ضروری ہے، قطرات کے تقاطر کے ساتھ وضو جائز نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۳) ان قطروں کے بدن یا کپڑے پر لگ جانے کے بعد انہیں پاک کیے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، بعض ائمہ کو دیکھا گیا کہ صرف پانچ منٹ میں استنجاء اور وضو دونوں سے فارغ ہوکر جائے امامت پر کھڑے ہوجاتے ہیں جو بالکل ناقابلِ اطمینان ہے۔ لہٰذا کچھ قدم چل کر یا کھانس کر یا بائیں پہلو پر لیٹ کر یا کسی اور قابلِ اطمینان طریقے سے پیشاب کے قطرات کو ختم کرنا چاہیے۔ (نور الایضاح: ۲۹) استبراء کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کو عضوِ مخصوص کے نیچے اور ابہام (انگوٹھے) کو عضوِ مخصوص کے اوپر رکھ

کر تین مرتبہ نیچے کی طرف حلقۂ دبر سے عضو مخصوص کے سرے تک انہیں پھیرا جائے اور تین مرتبہ نچوڑا جائے ،اس سے اچھی طرح استبراء ہو جاتا ہے۔ (الفقہ الاسلامی وأدلتہ لوھبہ الزحیلی: ۱۹۴/۱)

وضو نہایت اطمینان کے ساتھ اس طور پر کرنا چاہیے کہ اعضاء اربعہ میں سے کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے ،بعض ائمہ اس میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور کہنیوں تک پانی پہنچانے کے بجائے صرف تر ہاتھ پھیر دیتے ہیں جس سے وضو صحیح نہیں ہوتا کیوں کہ اس صورت میں یا تو کوئی حصہ خشک رہ جاتا ہے یا بجائے غَسل کے صرف مسح ہوتا ہے حالاں کہ صحتِ وضو کے لیے سر کے علاوہ باقی اعضاء کا غَسل (دھونا) ضروری ہے، مَسح نا کافی ہے۔(مراقی مع الطحطاوی: ۵۷)

اگر فرائض کے ساتھ سنن و مستحبات کو بھی بجالا کر وضو کیا جائے تو ایسی غلطی کا بآسانی تدارک ہوسکتا ہے۔

(۲) نماز باجماعت غیر مستحب اوقات میں:

ائمۂ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ حتی الامکان اس بات کی کوشش کریں کہ پنج وقتہ نمازیں اور جمعہ وعیدین احناف کے نزدیک جو اوقاتِ مستحبہ ہیں ان میں ادا ہوں، بہت سی مساجد میں ظہر اور عشاء کی نمازیں اول وقت میں ہو جاتی ہیں حالاں کہ نماز عشاء کو مطلقاً (پورا سال) اور نماز ظہر کو موسمِ گرما میں تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔(درمختار مع الشامی: ۲۶/۲)

بلکہ بعض مرتبہ تو نماز کو اول وقت میں ادا کرنے کی رغبت میں اذان بھی دخولِ وقت سے پہلے دے دی جاتی ہے حالاں کہ وقت سے پہلے دی گئی اذان

غیر مشروع ہے اور صحیح نہیں ہے، نیز وقت ہونے پر اس کا اعادہ واجب ہے۔ (شامی ۵۱ / ۲) بایں وجہ اذان وقتِ مشروع میں دے کر نماز وقتِ مستحب میں ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

(۳) تکبیر تحریمہ و تکبیراتِ انتقالیہ میں غلطی:

تکبیر تحریمہ نماز شروع کرنے کے لیے فرض ہے اس لیے پوری تکبیر تحریمہ کا صحیح ہونا ضروری ہے ورنہ نماز شروع ہی نہ ہوگی۔

اللہ أکبر میں لفظ **"اللہ"** اور **"أکبر"** کے ہمزہ میں مد کر کے **آللہ أکبر** یا **اللہ آکبر** پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (شامی: ۱۷۹ / ۲) نیز **"أکبر"** کی "ب" کے بعد الف کا اضافہ کر کے "**أکبار**" پڑھنے پر بھی اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (شرح منیۃ المصلی للحلبی: ۲۵۹) اسی طرح "**أکبر**" میں ہمزہ کے فتحہ کو مجہول ادا کرنا اور سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے ہوئے "**اللہ أکبر**" میں ناک میں آواز لے جا کر غنہ کرنا اور لام کے بعد الف مدہ کے بجائے پہلے لام ساکن میں مد کرنا جس سے کئی لام پیدا ہو جاتے ہیں غلط ہے۔

بہت سے ائمہ اس غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں، لہٰذا تکبیر کی تصحیح کی جانب توجہ کی ضرورت ہے۔

بہت سے ائمہ حضرات تکبیر تحریمہ کو طول دے کر پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر سے پہلے مکمل ہو جاتی ہے حالاں کہ مقتدی کی نماز کی صحت کے لیے اس کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ مقترن یا مؤخر ہونا ضروری ہے۔ (شامی: ۱۷۸ / ۲) اس لیے ائمہ حضرات کو تکبیر تحریمہ کھینچ کر

پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ امام کی غلطی بیچارے جاہل مقتدی کی نماز کے فساد کا سبب نہ بن جائے۔

(۴) تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو خلافِ سنت طریقے پر اٹھانا:

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھوں کو اس قدر اٹھانا مسنون ہے کہ وہ کانوں کے بالمقابل آجائیں، نیز ہتھیلی جانبِ قبلہ رہے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی حالت پر اسطرح چھوڑ دیا جائے کہ نہ بالکل ملی ہوئی ہو اور نہ بالکل کشادہ۔(شامی:۱۸۲/۲)
بہت سے ائمہ ہاتھوں کو صرف کندھوں تک اٹھاتے ہیں، نیز انگلیوں کو یا تو بالکل ملا دیتے ہیں یا بالکل کشادہ رکھتے ہیں، اسی طرح ان کی ہتھیلی بجائے قبلہ کے کانوں کی جانب رہتی ہے، یہ سب امور خلافِ سنت ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔

(۵) نماز میں لفظ "ثنا" بولنا:

بہت سے ائمہ بچپن کی عادت سے مجبور ہو کر **سبحانک اللھم و بحمدک** پڑھتے ہوئے لفظ **"ثنا"** کا تلفظ کر دیتے ہیں، یاد رہے کہ فقہی ضابطے کی رو سے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(درمختار مع الشامی:۳۰۷/۲) لہذا جو اس عادت میں مبتلاء ہیں انہیں اپنی اس عادت کو ترک کرنا ضروری ہے۔

(۶) قراءت سے پہلے تسمیہ ترک کر دینا:

ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے تعوذ و تسمیہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔(درمختار مع الشامی:۱۷۲/۲) بلکہ اس مقام پر تسمیہ عند الشافعیہ فرض ہے اور حنفیہ میں سے محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ وجوب کے قائل ہیں اور شارح منیۃ المصلی علامہ ابراہیم حلبی نے اسی وجوب کے قول کو احوط فرمایا ہے۔(شامی:۱۹۲/۲)

نیز ہر رکعت کے آغاز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تسمیہ سنتِ مؤکدہ ہے، بہت سے ائمہ بسم اللہ کے بغیر ہی سورۂ فاتحہ شروع کردیتے ہیں جس کا مظاہرہ جہری نمازوں میں بخوبی ہوتا ہے حالاں کہ سنتِ مؤکدہ کے ترک سے نماز میں اساءت (جو کراہتِ تحریمی سے خفیف اور تنزیہی سے شدید ہے) پیدا ہوتی ہے اور ثواب میں کمی آتی ہے بلکہ ترکِ سنت پر اصرار سے گناہ لازم ہوجاتا ہے۔ (شامی: ۱۷۰/۲)

(۷) قراءت میں غلطیاں:

مقدارِ ماتجوز بہ الصلوۃ (اتنی مقدار جس سے نماز ہوسکے) قرآن کو صحیح پڑھنا فرضِ عین ہے البتہ حسنِ صوت اور جودتِ لہجہ امر مستحسن ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ۳۱۰/۱) بعض ائمہ صرف لہجہ کا نام قراءت سمجھ کر اسی کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں حروف کی ادائیگی میں فحش غلطیاں کر بیٹھتے ہیں، مثلاً: **اَلْحمدُ** میں ''ح'' کی جگہ ''ھ''، **اِیَّاکَ** کو بلا تشدید اِیَاکَ، اور **نَستَعِین** میں **"س"** کے بجائے **"ص"**، نیز **مُستَقِیم** میں **"ق"** کے بجائے ''ک''، اور **صراطَ** کے **"ص"** اور **ضَآلِّین** کے **"ض"** میں غلطی، حالاں کہ یہ سب الحانِ جلیہ ہیں جن کا ارتکاب حرام اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ (جمال القرآن: ۱۰)

بعض ائمہ حسنِ صوت و لہجہ کی کوشش میں گانے کا لہجہ بنا لیتے ہیں یا جُھد (بتکلف قراءت) کرتے ہیں، یا ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرتے ہیں جو کراہت سے خالی نہیں ہے۔ (شامی: ۳۳۷/۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: **اقرَؤُوا القُرآنَ بِلُحُونِ العَرَبِ وَأَصوَاتِهَا وَإِيَّاكُم وَلُحُونَ أَهلِ العِشقِ وَأَهلِ الكِتَابَينِ** (مشکوۃ مع المرقاۃ، رقم: ۲۲۰۷) کہ تم قرآن شریف کو عربوں کے طریقے

اوران کے لہجے میں پڑھو، عاشقوں اور اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) کے طریقوں سے بچو۔

کچھ ائمہ حضرات سورۂ فاتحہ میں **نَستَعِین** کو **اِهدِنَا** سے اور سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کو دوسری آیت سے ملا کر پڑھتے ہیں اگر چہ فی نفسہ یہ ممنوع نہیں ہے لیکن اس صورت میں ایک عجیب کیفیتِ قراءت پیدا ہونے کی وجہ سے عوام مقتدیوں میں انتشار کا اندیشہ رہتا ہے، اسی لیے حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مواقع میں وصل (ملا کر پڑھنے) کو ناپسند فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ ایک امام صاحب نے نماز میں سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کو ملا کر **قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدُنِ اللّٰهُ الصَّمَدُ** پڑھا جو کہ صحیح تھا، لیکن عوام میں انتشار ہوا کہ اس قاری نے نیا قرآن کہاں سے نکالا، یہاں تک بحث بڑھی کہ اس پر فوجداری ہوگئی۔ ایک عامی مقتدی کو اس کے بعد امامت کا موقع ہاتھ آیا تو اس نے **قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدُ** پر وقف کر کے **نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ** پڑھا جو کہ غلط تھا، اعتراض کرنے پر اس نے جواب میں بطورِ استشہاد پہلے امام صاحب کے عمل کو پیش کیا۔ (حقوق القرآن مع احکام التجوید، مرتبہ: مفتی محمد زید مظاہری: ۱٦٦)

(۸)وقف میں غلطیاں:

قرآن کریم کے مواقعِ وقف کو جاننا نہایت ضروری ہے،بعض مرتبہ بے محل وقف سے معنی بدل کر کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے،حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ **وَرَتِّلِ القُرانَ تَرتِیلاً** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:**التَّرتِیلُ مَعرِفَةُ الوُقُوفِ وَتَحقِیقُ الحُرُوفِ** (ترتیل مواقعِ وقف کو جاننے اور حروف کو صحیح ادا کرنے کا نام ہے)امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں:مَن لم یَعلمِ الوَقفَ لم یَعلم مایَقرأ(جس نے وقف کو نہیں جانا اس نے قرآن کریم کو نہیں جانا)(الکامل فی القرءات العشر والأربعین الزائدۃ علیھا لیوسف بن علی الھذلی،م:۴۶۵ھ،ص:۱۳۲)

بعض ائمہ اور ان میں بھی خاص طور پر جو عربی سے کم واقف یا ناواقف ہوتے ہیں وہ بے محل وقف کر دیتے ہیں جس سے معنی میں فساد پیدا ہو جاتا ہے،مثلاً: سورۂ ماعون میں **فَوَیلٌ لِلمُصَلِّینَ** پر وقف کرنا،اس مقام پر وقف کو حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ نے وقفِ اقبح فرمایا ہے۔اس جگہ وقف کر کے قراءت منقطع کر دینے سے معنی مکمل طور پر فاسد ہو جاتے ہیں۔

امام عامر شعبیؒ فرماتے ہیں:جب تم (سورۂ رحمٰن میں) آیت کریمہ **کُلُّ مَن عَلَیهَا فَان** پڑھو تو اس پر وقف کرنے کے بجائے پوری آیت **وَیَبقٰی وَجهُ رَبِّکَ ذُوالجلَالِ وَالإکرَام** پڑھ کر وقف کرو۔(تفسیر ابن کثیر:۷/۴۹۴)

سورۂ براءت میں آیت **وَاللهُ لَا یَهدِی القَومَ الظّٰلِمِینَ** پر ٹھہرنا لازم ہے اگر یہاں وقف نہیں کیا اور **الَّذِینَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا** کو ساتھ ملا دیا تو معنی بالکل فاسد ہو جائیں گے۔(امداد الفتاوی:۱/۲۵۴)

اسی طرح بعض ائمہ کو سنا گیا کہ وہ سانس ختم ہو جانے کی وجہ سے لائے نفی یا نہی والے جملے پر وقف کر دیتے ہیں اور پھر اس لائے نفی یا نہی کا اعادہ نہیں کرتے اس سے کبھی معنی میں فساد پیدا ہو کر نماز فاسد ہو جاتی ہے، جیسے: **لا تقنَطُوا** پر وقف کر کے "**لا**" کے بغیر **تقنَطُوا** سے لوٹانا۔ قرآن کریم میں ایسے کئی مقامات ہیں۔

اگر تراویح میں ایسا وقف کیا تو دو رکعت کو لوٹاتے ہوئے ان میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ بھی ضروری ہے (برطانیہ میں بندے کی موجودگی میں ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا تھا اور ایک مفتی صاحب نے نماز و تلاوت کا اعادہ کرنے کا حکم دیا تھا)

(۹) تبدیلیٔ حرکات:

بعض مواقع پر محض حرکات کی تبدیلی سے نماز میں فساد لاحق ہو جاتا ہے، ان مقامات پر احتیاط برتنے کی اشد ضرورت ہے، مثلاً: (۱) **ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا اَسخَطَ اللّٰهَ** (سورہ محمد: ۲۸) میں لفظ "**اللّٰه**" پر بجائے فتحہ کے ضمہ پڑھنا، (۲) **قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوتَ** (بقرہ: ۳۳) کو **دَاوٗدَ جَالُوتُ** پڑھ دینا (۳) **وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ** (طٰہٰ: ۷) کو **وَعَصٰی آدَمَ رَبُّه** پڑھ دینا (۳) **إِنَّمَا یَخشَی اللّٰهَ مِن عِبَادِهِ العُلَمٰٓؤُا** (فاطر: ۴) کو **إِنَّمَا یَخشَی اللّٰهُ مِن عِبَادِهِ العُلَمَاءَ** پڑھ دینا، المختصر قرآن کریم میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں قراءت میں ادنیٰ سی بے توجہی سے نماز فساد تک متعدی ہو سکتی ہے۔

(۱۰) دو آیتوں کے درمیان وقفہ طویل کر دینا:

بعض ائمہ حسنِ صوت کی جانب مکمل توجہ دینے میں ایک آیت پر وقف کرنے کے بعد دوسری آیت شروع کرنے کے درمیان طویل وقفہ کر دیتے ہیں، اگر یہ وقفہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے (شرح منیہ: ۴۳۷) لہٰذا ایک آیت ختم کر کے معمولی وقف کے بعد فوراً دوسری آیت شروع کر دینی چاہیے۔

ہمارے استاذ مرحوم حضرت مولانا ابرار صاحب دھلیوی نور اللہ مرقدہ ایسا کرنے والے امام پر کافی خفگی کا اظہار فرماتے تھے۔

(۱۱) تعدیلِ ارکان:

قومہ یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد اتنی دیر سیدھا کھڑا رہنا کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آ جائے اور کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھی جا سکے، اسی طرح جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان میں بھی اس قدر بیٹھنا واجب ہے، اگر تعدیلِ ارکان نہ کیا تو ترکِ واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ (شامی: ۲/۱۵۷)

بہت سے ائمہ رکوع سے اٹھ کر برابر کھڑے رہنے کے بجائے فوراً سجدے میں چلے جاتے ہیں انہیں اس جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، ائمہ حضرات اگر قومہ میں تحمید بھی پڑھ لیں تو یہ کوتاہی بآسانی دور ہو سکتی ہے۔

(۱۲) رکوع، سجدہ خلافِ سنت طریقہ پر کرنا:

رکوع میں سنت یہ ہے کہ سر، پشت اور سرین ایک سطح پر رہے، اوپر نیچے نہ ہو، اسی طرح ہاتھوں اور پیروں کو خم دیے بغیر سیدھا رکھا جائے، اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھ کر گھٹنوں کو مضبوط پکڑا جائے اور کم از کم تین مرتبہ **سبحان ربی العظیم** پڑھے۔ (درمختار مع الشامی: ۱۹۶ / ۲)

بہت سے ائمہ حضرات پشت کو زیادہ اٹھا دیتے ہیں یا سر کو زیادہ جھکا دیتے ہیں، نیز ہاتھ اور پیر کو خم دے دیتے ہیں جو کہ خلافِ سنت ہے۔

مسنون یہ ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر شروع کرے اور پیشانی کو زمین پر رکھتے ہی تکبیر ختم کردے، اسی طرح سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر شروع کرے اور کھڑے ہوتے ہی تکبیر ختم کردے۔ (درمختار مع الشامی: ۲۰۲ / ۲)

کچھ ائمہ سجدے میں جاتے ہوئے سجدے کی ہیئت سے پہلے ہی تکبیر مکمل کردیتے ہیں یا طول دے کر سجدے میں بھی تکبیر جاری رکھتے ہیں، نیز سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کھڑے ہونے سے پہلے ہی ختم کردیتے ہیں یا طول دے کر کھڑے ہونے کے بعد بھی جاری رکھتے ہیں، یہ خلافِ سنت ہے۔

بہت سے ائمہ سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے ہوئے رکوع کی ہیئت بنالیتے ہیں جو کہ خلاف سنت ہے اس سے احتراز کی ضرورت ہے۔

(۱۳) سجدہ میں پیروں کو زمین سے اٹھا دینا:

سجدے میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو زمین پر برقرار رکھنا واجب ہے، بلا عذر کسی ایک پیر کی انگلیوں پر اکتفاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔(البحر الرائق:۵۵۶/۱)اور کم از کم ایک انگلی کا ایک تسبیح کے بقدر بحالتِ سجدہ زمین پر رکھنا فرض ہے، اگر دونوں پیروں کو زمین پر بالکل نہیں رکھا تو سجدہ ادا نہ ہوگا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔(درمختار مع الشامی:۲۰۴/۲)اس لیے دونوں قدموں کی انگلیاں زمین پر جانبِ قبلہ رہیں اس کی جانب خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۱۴) نماز میں عملِ کثیر کا ارتکاب:

نماز میں عملِ کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، جمہور فقہاء حنفیہ کے یہاں عملِ کثیر یہ ہے کہ کسی ایسے کام کو جو اصلاحِ صلوۃ اور افعالِ صلوۃ کے قبیل سے نہ ہو اس طرح کرے کہ دیکھنے والا جسے اس کے نماز میں ہونے کا علم نہیں ہے اس کے عمل کی وجہ سے نمازی کو خارجِ صلوۃ گمان کرے(درمختار مع الشامی:۳۸۵/۲) بہت سے ائمہ حضرات رکوع یا سجدے سے اٹھتے وقت کرتا سیدھا کرنے کے لیے بجائے ایک ہاتھ کے دو ہاتھ استعمال کرتے ہیں حالاں کہ عملِ کثیر کی تعریف میں ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی عمل کو دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک رکن میں تین مرتبہ ایک ہاتھ سے کوئی کام کیا جائے۔

اسی طرح بعض ائمہ بلا ضرورت بار بار ہاتھ اٹھاتے رہتے ہیں جس سے نماز کے فساد کا اندیشہ رہتا ہے، اور اگر نماز فاسد نہ ہو جب بھی بلا وجہ نماز میں عملِ قلیل مکروہِ تنزیہی ہے۔(مراقی مع الطحطاوی:۳۵۴)

(۱۵) مفصلات سے قراءت کے ترک کا معمول بنالینا:

نماز میں قرآنِ کریم کی سورِ مفصلات (فجر وظہر میں طوال مفصل، عصر و عشاء میں اوساط مفصل، اور مغرب میں قصار مفصل) سے قراءت کرنا مسنون ہے (شامی: ۲/۲۶۱، منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/۵۹۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جن سورتوں کی قراءت نماز میں منقول ہے ان کے استقراء کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت عامتاً مفصلات سے ہوا کرتی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو خط تحریر فرما کر مفصلات سے قراءت کرنے کی ہدایت فرمائی تھی، حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی مفصلات سے قراءت منقول ہے۔ (ترمذی: ۶۷) لیکن بہت سی مساجد بلکہ مدارس تک میں اس سنت سے غفلت کی ایک عام فضا قائم ہے، مفصلات کے بجائے غیر مفصلات سے قراءت کا اہتمام بلکہ التزام ہو رہا ہے، مفصلات کی سورتوں کو پڑھنے کی کبھی کبھار ہی نوبت آتی ہے، جب پنج وقتہ نمازوں میں یہ صورت حال ہے تو پھر جمعہ میں سورۂ اعلیٰ و غاشیہ اور سورۂ جمعہ و منافقون اور بروزِ جمعہ نمازِ فجر میں سورۂ سجدہ و انسان پڑھنے کی کیسے توقع کی جاسکتی ہے؟ فإلی اللّٰہ المشتکی

ضرورت ہے کہ ائمہ اس سنت کی جانب خاص توجہ دیں اور مفصلات سے قراءت کا اہتمام فرمائیں البتہ گاہے گاہے غیر مفصلات سے قراءت کرلیں تاکہ باقی قرآن کا ہجران (ترک) لازم نہ آئے۔

(۱۶) ایک چھوٹی سورۃ کو دو رکعتوں میں تنصیف کر کے پڑھنا:

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں مکمل ایک سورۃ پڑھنا افضل ہے۔(شامی:۲۶۱/۲) بقول ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا معمول مکمل ایک سورۃ کو ایک ہی رکعت میں پڑھنے کا رہا ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ:۲۲۲/۲)) اکثر ائمہ دونوں رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں چناں چہ نماز فجر میں سورۂ مزمل،سورۂ قیامۃ ،اور سورۂ مرسلات وغیرہ اسی طرح نماز عشاء میں سورۂ بروج،سورۂ غاشیہ،اور سورۂ فجر جیسی مختصر سورتوں کو ایک ہی رکعت میں پڑھنے کے بجائے تنصیف کر کے دو رکعت میں پڑھتے ہیں،اس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔

(۱۷) جلسہ،قعدہ میں خلافِ سنت طریقے پر بیٹھنا:

جلسہ،قعدۂ اولی وقعدۂ اخیرہ میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور داہنے پیر کو کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ کی جانب رکھے۔(درمع الشامی:۲۱۶/۲) بہت سے ائمہ حضرات داہنے پیر کو کھڑا ہی نہیں کرتے بلکہ یا تو بچھا دیتے ہیں یا اسے بائیں پیر پر رکھ دیتے ہیں یا باہر نکال دیتے ہیں جو کہ خلافِ سنت ہے۔

(۱۸) قعدہ میں تشہد و درود اور دعا پڑھنے میں بے جا روانی:

بعض ائمہ تراویح کے قعدہ اور فرائض کے قعدۂ اولی و اخیرہ میں تشہد و درود اور دعا اس قدر روانی سے پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یا سلام پھیر دیتے ہیں کہ مقتدی حضرات تشہد بھی مکمل نہیں کر پاتے حالاں کہ یہی ائمۂ کرام

جہری نماز میں قراءت نہایت اطمینان سے کرتے ہیں، انہیں تشہد و درود بھی نہایت اطمینان سے پڑھنا چاہیے تاکہ مقتدی حضرات بھی تشہدِ واجب اور درودِ مسنون ودعاءِ ماثورہ کما حقہ پڑھ سکیں۔

(۱۹) تلاوت وتشہد وغیرہ بجائے زبان کے دل سے پڑھنا:

نماز میں تلاوت و اذکار کی صحت وتحقق کے لیے انہیں زبان سے پڑھنا ضروری ہے، دل میں پڑھنا کافی نہیں ہے۔ کچھ ائمہ کی تشہد و درود اور اذکار پڑھنے میں حیرت انگیز روانی کو دیکھ کر گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ تلاوت و اذکار بجائے زبان کے دل میں پڑھتے ہیں، اگر صورتِ حال ایسی ہی ہو تو ان ائمہ کے لیے اپنے اس عمل کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔

(۲۰) قعدۂ اخیرہ میں درود شریف ترک کردینا:

قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے (درمع الشامی: ۲/۱۷۴) بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے، یقین نہیں تو کم از کم ظنِ غالب کے درجے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ بہت سے ائمہ اس سنت کے بھی تارک ہیں۔ کیوں کہ ابھی مقتدی حضرات تشہد مکمل نہیں کر پاتے کہ ائمہ سلام پھیر دیتے ہیں۔ بلکہ تراویح میں بعض حفاظ تشہد پر اکتفا کرکے درود شریف کے ترک کو بالقصد اپنا معمول بنالیتے ہیں جس سے ترکِ سنت کا گناہ لازم آتا ہے حالاں کہ تراویح میں مقتدیوں کی اکتاہٹ کے باوجود درود شریف پڑھنا سنت ہے اور اس کا ترک درست نہیں ہے جب کہ مقتدیوں کی جانب سے سستی اور اکتاہٹ کا اندیشہ نہ ہوتو

تراویح میں بھی دعاء ماثورہ پڑھنا مسنون ہے۔(مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۴۱۵)

(۲۱) کلماتِ سلام کو کھینچنا:

بعض ائمہ تکبیر تحریمہ ہی کی طرح کلماتِ سلام کو خوب کھینچتے ہیں جس کی وجہ سے بعض مرتبہ مقتدی کا لفظ سلام امام کے لفظِ سلام سے پہلے مکمل ہو جاتا ہے، بالقصد ایسا کرنے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ سہواً ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی:۳۱۱) لہٰذا ائمہ کو چاہیے کہ وہ لفظ "السلام" میں ہرگز مد نہ کریں۔

(۲۲) دونوں سلام میں دائیں، بائیں مکمل التفات نہ کرنا:

دونوں جانب سلام میں چہرے کا التفات کرتے ہوئے اس طرح مبالغہ کرنا مسنون ہے کہ رخسار کی بیاض (سفیدی) پیچھے والے کو نظر آجائے۔(شامی ۲/۲۳۹:) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التفات میں اس طرح مبالغہ فرماتے کہ رخسارِ مبارک کی سفیدی نظر آجاتی۔(مسلم، نسائی، ترمذی، ابو داؤد) بعض ائمہ مکمل التفات کرنے کے بجائے صرف نصف چہرہ گھماتے ہیں جو کہ خلافِ سنت ہے۔

(۲۳) بعدِ فرائض جہراً دعا کا التزام کرنا:

فرض نمازوں کے بعد بدوں ذکر کیفیت کے نفسِ دعا کا ثبوت متعدد روایات میں ملتا ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ساعاتِ اجابت میں سے ایک فرض نماز کے بعد کا وقت بھی ہے اسی لیے علماء کرام کا فرض نمازوں کے بعد دعا کے استحباب پر اجماع ہے۔(السعایہ للعلامہ عبدالحی اللکنوی:۲/۲۵۲) لیکن اس دعا کی کیفیت روایات میں مذکور ومصرح نہیں ہے البتہ دعا میں اصل سر (آہستہ دعا

کرنا) ہے بایں وجہ افضل سراً دعا کرنا ہے لیکن اگر کبھی اصل ثبوت کے اعتبار سے جہراً دعا کر لی جائے تو اس کی گنجائش ہے البتہ اسکی عادت بنا لینا اور اسی کا التزام کرنا -جیسا کہ آجکل بہت سے ائمہ کر رہے ہیں- مکروہ اور التزام مالم یلتزم (غیر لازم کو لازم سمجھ کر التزام کرنے) کی وجہ سے بدعت ہے۔ (السعایہ:۲۸۹/ ۲، الاعتصام للشاطبی:۲۶۹)

اسی التزام کی بنا پر عوام دعا بالجہر کو ضروری سمجھنے لگے ہیں بلکہ بعض جگہ تو کمیٹی والوں نے دعا بالجہر کو امام پر لازم کر دیا ہے جو بالکل غیر شرعی طرزِ عمل ہے، اس مفسدہ کی وجہ سے دعا بالجہر کا التزام واجب الترک ہے۔

(۲۴) ٹخنوں سے نیچے ازار یا جبّے کا ہونا:

کچھ ائمہ کو دیکھا گیا کہ ان کا مروجہ جبّہ حالت قیام میں ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے، حالاں کہ جبے یا ازار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے بلکہ حالت نماز میں اس کی حرمت اور شدید ہو جاتی ہے، اس سے تنبہ کی ضرورت ہے۔

(۲۵) احق بالامامت کو امام نہ بنانا:

کتبِ فقہ میں امامت کا زیادہ حقدار **أعلم** (مسائل نماز سے زیادہ واقف) پھر **أقرأ** (زیادہ اچھی طرح قرآن پڑھنے والا) کو قرار دیا گیا ہے۔ (درمع الشامی:۲۹۴/ ۲، نور الایضاح:۸۰) ہمارے یہاں بہت سے ایسے ائمہ امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں جو نہ مسائل سے مکمل واقفیت رکھتے ہیں اور نہ قراءت صحیح کرتے ہیں، بعض علاقوں میں اس سے صرفِ نظر کرتے ہوئے محض آواز اور لہجہ کو پیشِ نظر رکھ کر امام کی تقرری کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے نماز میں فساد

یا کراہت پیدا کرنے والی غلطیوں کا پیش آنا یقینی ہے۔

غضب بالائے غضب جب اصلاح کے لیے کوئی بات کہی جاتی ہے تو فوراً اسے مخالفت پر محمول کر لیتے ہیں اور بجائے اصلاح کے غلطی پر مصر رہتے ہیں، لہٰذا جو حضرات امامت کے فرائض کما حقہ انجام نہیں دے سکتے انہیں اس ذمہ داری کو قبول نہیں کرنا چاہیے بلکہ مکتب، حفظ یا کتب کی تدریس پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

(۲۶) معذور کی امامت:

معذور یعنی جسے تسلسلِ بول، دائمی نکسیر اور خونی یا بادی بواسیر وغیرہ امراض کی شکایت ہو اس کے لیے غیر معذورین کا امام بننا جائز نہیں ہے۔ (مراقی مع الطحطاوی :۲۸۸، شامی: ۲/۳۲۳)

ایسے معذورین کو امام بنانے یا خود ان کو امامت کے لیے آگے بڑھنے سے حد درجہ احتیاط برتنا ضروری ہے۔

(۲۷) تراویح کے لیے نا اہل حفاظ کی تقرری:

تراویح کے لیے بھی ایسے حفاظ کی تقرری ہونی چاہیے جو نماز کے اہم مسائل سے واقف ہوں اور طہارت کا اہتمام کرتے ہوں، تراویح پڑھانے کا حق اولاً امام راتب کو ہے اگر وہ کسی وجہ سے نہیں پڑھا پاتا تو سب سے پہلے اسے حفاظ کی تقرری کا حق حاصل ہے لیکن ائمہ حضرات اس سلسلے میں غفلت کا شکار ہو کر تقرری کا اختیارِ کلی جاہل متولیاں کو دے دیتے ہیں اور وہ مسائلِ نماز بلکہ طریقۂ صلوۃ سے ناواقف، طہارت میں غیر محتاط اور غلط خواں حفاظ کی تقرری کر دیتے ہیں، ضرورت ہے کہ حضرات ائمہ اپنے اس حق کو پہچانیں اور متولیاں سے باہمی مشورہ کر کے لائق

حفاظ کی تقرری کریں۔

(۲۸)علماءِ کرام کی موجودگی میں درجۂ حفظ کے طالبِ علم یا صرف حافظِ قرآن کو امام بنانا:

بعض حفظ کے مدارس میں افسوس ناک مشاہدہ ہوا کہ علماء اور اساتذہ کے موجود ہوتے ہوئے نماز کے بنیادی مسائل سے بالکل نابلد حفظ کے طالب علم کو امام بنا دیا گیا حالاں کہ احق بالامامت کے ہوتے ہوئے غیر حقدار کو امام بنانا اساءت سے خالی نہیں ہے، دریافت کرنے پر یہ جواب موصول ہوا کہ حفظ کے طلبہ کو امام بنا کر انہیں امامت کی مشق کرائی جاتی ہے حالاں کہ جائے مشق تو درسگاہ ہے محض اس کے لیے فرض نماز کو تختۂ مشق بنانا کہاں کی دانش مندی ہے؟

ضرورت ہے کہ مدارس میں عالم یا مسائلِ نماز کا علم رکھنے والا طالب علم امامت کرائے نیز مساجد میں بھی عالم یا مسائل نماز سے واقف حافظِ قرآن کی امامت کے واسطے تقرری کی جائے۔

(۲۹)مقتدیوں کی صفیں درست کرنے کو اپنی ذمہ داری نہ سمجھنا:

ویسے تو نمازیوں کو خود ہی صفوں کی درستگی کا اہتمام کرنا چاہیے تاہم امام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تکبیر کے بعد صفوں کی درستگی پر توجہ دلائے۔(درمع الشامی :۲/۳۱۰)حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے، چناں چہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اقامتِ صفوف کے لیے چند افراد کو مامور فرمایا تھا جب تک وہ صفوں کی درستگی نہ کر لیتے آپ نماز شروع نہ فرماتے، نیز حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے بھی اس کا خاص اہتمام منقول ہے، بلکہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ تو فرمایا کرتے :تَقَدَّم یافُلَانُ، تَأَخَّر یافُلَانُ اے فلاں آگے ہو، اے فلاں پیچھے ہو۔(ترمذی شریف:۵۲)لیکن آج کل نہ مقتدی حضرات اس کی جانب توجہ دیتے ہیں اور نہ ہی ائمہ انہیں متوجہ کرتے ہیں بایں وجہ ائمہ حضرات کو اپنی اس ذمہ داری کے بارے میں باہوش اور حساس رہنے کی ضرورت ہے۔

(۳۰)نماز فجر میں قنوتِ نازلہ:

آج کل پوری دنیا میں مسلمان مظلوم ہیں، اور بعض مرتبہ دشمنانِ اسلام کی جانب سے ظلم و جبر اپنے عروج و انتہا پر پہنچ جاتا ہے، ایسے وقت میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کو جمہور فقہاء امت نے مشروع بلکہ مستحب قرار دیا ہے۔(شامی:۴۴۹/۲) اس لیے مسلمانوں پر حالات کشیدہ ہوں تو ائمۂ مساجد کو فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اس سے غفلت میں پڑے عوام کو بھی تنبہ ہوتا ہے نیز مقتدیوں کو مظلوم مسلمانانِ عالم کے لیے خصوصی دعا کرنے کی ہدایت کرتے رہنا چاہیے۔

(۳۱)لاؤڈ اسپیکر کا بلاضرورت استعمال:

بیشتر مساجد میں بلاضرورت مائک کے استعمال کا ایک شوق یا رواج چل پڑا ہے دو یا تین صفوں میں مائک استعمال کیے بغیر بآسانی آواز پہنچ سکتی ہے پھر بھی ائمہ مائک لگا لیتے ہیں حالاں کہ نماز میں ضرورت سے زائد قراءت و تکبیرات میں آواز بلند کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔(شامی:۳۳۷/۲)

لاؤڈ اسپیکر مکبر کے قائم مقام ہے، امام کی آواز مقتدی تک پہنچ جائے تو کوئی مقتدی تبلیغِ صوت کے لیے تکبیر نہیں کہتا اسی طرح امام کی آواز بآسانی پہنچ

جائے تو اسے مائک استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔

(۳۲) امام کا بلا عذر و وجہ جائے امامت پر سنتیں ادا کرنا:

بہت سے ائمہ پیچھے صفوں میں جگہ ہوتے ہوئے یا نکلنے کے لئے راستہ ہوتے ہوئے فرض نماز کے بعد جائے امامت ہی پر سنن و نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں، ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔(شامی:۲/۲۴۸) البتہ صفوں میں جگہ نہ ملے یا نکلنے کا راستہ نہ ہو تو جائے امامت پر بلا کراہت سنن و نوافل درست ہے۔

(۳۳) مقتدیوں کو ضروری مسائل کی جانب توجہ نہ دلانا:

امامت کا عہدہ مقتدیٰ ہونے کا متقاضی ہے اس لیے امام کو شریعت کے ہر شعبہ سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل و معلومات کو مقتدیوں تک پہنچانا چاہیے، دینی کاموں میں خیرات کرنے کا جذبہ اجاگر کرنا چاہیے، انہیں دینی اور معاشرتی کاموں میں خرچ اور تعاون کرنے پر ابھارنا چاہیے، ہمارے ہندوستان میں اس کی کافی کمی ہے، دیگر بعض ممالک میں ائمہ حضرات یہ امور انجام دیتے ہیں، نیز معاشرے سے بدعات وخرافات، غلط رسوم و رواج، فضول خرچی اور دینی بے رغبتی کے جذبات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وقت کے مناسب اہم سیاسی حالات اور دنیا میں مسلمانوں کے احوال سے لوگوں کو واقف کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

C 2/6/2018 9:18 AM PAGE 59 (1,1)

(۳۴) مقتدیوں کے امورِ مہمہ میں ممکنہ کردار ادا کرنا:

بعض مقتدی حضرات اپنے گھریلو اور اولاد سے متعلق مسائل میں کافی الجھے ہوئے ہوتے ہیں امام مسجد چوں کہ عامتاً ان کے بچوں کا استاذ بھی ہوا کرتا ہے اس لیے جو مقتدی اپنی اولاد کی نافرمانی اور بے راہ روی کے شاکی ہیں ان کی اولاد کو اپنے شاگرد وشاگردہ ہونے کی حیثیت سے سمجھا سکتا ہے، نیز مسائلِ میراث کو حل کرنے اور میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کی تلخیوں کو دور کرنے میں اگر ائمہ دلچسپی لیں اور اس سلسلہ میں ممکنہ تعاون پیش کریں تو انہیں خدمتِ خلق کا اہم حصہ حاصل ہوسکتا ہے، اور امام نہ صرف نماز کا امام بلکہ قوم کا مقتدیٰ بھی بن سکتا ہے۔

اس لیے ائمہ حضرات کو مقتدیوں کو درپیش دینی، دنیوی، معاشی، معاشرتی اور ازدواجی مسائل کو حل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے اور اگر خود حل نہ کرسکیں تو ایسے حضرات کی جانب ان کی رہنمائی کردینی چاہیے جو ان کے مسائل کا حل نکال سکتے ہوں۔

(۳۵) اصلاح کرنے والے کا شکر گزار بننا چاہیے:

نہایت قابلِ افسوس بات ہے کہ آج کل بعض ائمہ بطورِ خاص نئے فضلاء کو جب کسی قابلِ اصلاح نماز کی غلطی پر متنبہ کیا جاتا ہے تو غلطی تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور اسے مخالفت پر محمول کرتے ہوئے کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں، حالاں کہ کوئی ایسی غلطی بتلائی جائے جو نماز میں فساد یا کراہت کی باعث ہو تو اسے بخوشی تسلیم کرتے ہوئے اصلاح کرنے والے کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اسے اپنا محسن سمجھنا چاہیے کہ نماز کی امامت میں جہاں امام پر بڑی بھاری ذمہ داری ہوتی ہے غلطی پر متنبہ کرنے والے نے اسے بڑے نقصان سے بچالیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد ہے: السَّعِيدُ مَن وُعِظَ بِغَيرِه (دیلمی عن عقبۃ بن عامر مرفوعاً، مسلم عن ابن مسعود موقوفاً) کہ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں کسی لغزش پر متنبہ کرنے والے کو دعا دیا کرتے تھے، فرماتے تھے: رَحِم اللّٰهُ عبداً أهدىٰ إليَّ عُيُوبي (اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو میرے عیوب سے مجھے باخبر کردے)۔

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے ملے جلے بغیر گوشہ نشینی اختیار کیے ہوئے تھے، کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: ایسے لوگوں کے ساتھ رہنے کا کیا فائدہ جو مجھ سے میرے عیوب چھپائیں۔ (إحیاء علوم الدین للغزالی: ۹۴۶/۲، ۹۴۷)

تمت بعون اللّٰه تعالىٰ و بحمده

و صلى اللّٰه على النبي الكريم و على آله و أصحابه أجمعين

۞۞۞

فہرستِ مراجع

(١) قرآنِ کریم
(٢) تفسير ابن كثير — دار الطیبہ، ریاض
(٣) سنن الترمذي — دار ابن الجوزی، قاہرہ
(٤) مشكوة المصابيح — دار الکتب العلمیہ، بیروت
(٥) مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح للقاري — //
(٦) إحياء علوم الدين للغزالي — دار ابن حزم، بیروت
(٧) در مختار شرح تنوير الأبصار للحصكفي — زکریا بک ڈپو، دیوبند
(٨) رد المحتار على الدر المختار لابن عابدين الشامي — //
(٩) فتح القدير لابن همام — مکتبہ تھانوی، دیوبند
(١٠) البحر الرائق شرح كنز الدقائق لابن نجيم — زکریا بک ڈپو، دیوبند
(١١) فتاوى تاتارخانيه — دار الکتب العلمیہ، بیروت
(١٢) منحة الخالق على البحر الرائق لابن عابدين الشامي — //
(١٣) مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح للشرنبلالي — فیصل پبلیکیشنز، دیوبند
(١٤) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح — //
(١٥) غنية المتملي شرح منية المصلي للحلبي — سہیل اکیڈمی، لاہور
(١٦) السعاية في كشف عما في شرح الوقاية للكنوي — فیصل پبلیکیشنز، دیوبند
(١٧) الاعتصام للشاطبي — دار ابن حزم، بیروت
(١٨) نور الإيضاح و نجاة الأرواح للشرنبلالي — کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند
(١٩) الفقه الإسلامي و أدلته لوهبه الزحيلي — دار الفکر، دمشق
(٢٠) الكامل في القراءات العشر و الأربعين الزائدة عليها للهذلي — مؤسسۃ سما للنشر والتوزیع
(٢١) القول المبين في أخطاء المصلين لمشهور بن حسن — دار ابن القیم، دمام
(٢٢) إمداد الفتاوى — مکتبہ دار العلوم، کراچی
(٢٣) جمال القرآن — الامین کتابستان، دیوبند
(٢٤) حقوق القرآن مع أحكام التجويد — فرید بک ڈپو، نئی دہلی

☆☆☆